

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶۵

بیادگار عظیم قوم حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بلوی نوری قادری

مجلس مرکزی حزب انصار بھیر و ادارہ عالیہ محمدیہ کاترجمان

ماہنامہ

شمس الاسلام

قیمت سالانہ
معاذین سے پانچ روپے
عوام سے تین روپے
طلبہ سے دو روپے

جلد ۱۶	بھیر پنجاب اشوال المکرم ۱۳۶۴ھ مطابق اکتوبر ۱۹۴۵ء	نمبر ۱۰
--------	--	---------

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	متنبی قادیان (نظم)	از طاووت	۲
۲	اسلام اور حرمتِ ربا	از حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی	۳
۳	استفسارات (ردّ و فض)	(ادارہ)	۸
۴	شمکہ کائنات کے نتائج	از حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی	۱۱
۵	مراسلات	از مولانا محمد اکرم صاحب ناظم دارالعلوم محمدی ضلع جھنگ	۱۵
۶	دارالعلوم محمدی کی طرف سے { چند مختصر اطلاعات	(ناظم دارالعلوم)	۱۸
۷	مراثی		۱۹
۸	جواب الجواب	(از مرکز تنظیم اہل سنت لاہور)	۲۵

(بابتہام غلام حسین ایڈیٹر و پبلشر منور بریس سرگودھا سے جھیکر بھیر پنجاب سے شائع ہوا)

متبنی قادیان

(طالوت)

نہ اللہ ہی ہیں نہ اُللہ ہی ہیں جو پوچھو تو حضرت بردی بنی ہیں
 اللہ تلے اڑاتے ہیں ہر دم ہوس رانہوں میں بہت ہی فری ہیں
 جو چکھے تو ہیں شحم حنظل سے بدتر اگر سو نگھئے جب تو مسکِ ذکی ہیں
 خدا سے بھی خلوت صحیحہ ہے ان کی غلط کوشیوں میں وہ اتنے جبری ہیں
 سناتے ہیں کیوں گالیاں مولوی کو کہ جب خود بدولتِ نئے مولوی ہیں
 خدائی کے جھوٹے فریبی کہیں کے
 یہی کیا شناسائے رمزِ خفی ہیں؟

سُرخ فِیسل کا نشان ؟

یہ سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ وی۔ پی کا انتظار نہ کیجئے کیونکہ جنگ کی وجہ سے وی۔ پی فارم نہیں ملتے۔ لہذا اس عرضداشت کو ضروری تصور فرمائیں کہ سرخ نشان دیکھتے ہی چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

(غلام حسین ملینجر)

اسلام اور حرمتِ ربا

(از حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

احادیث اور فقہی روایات تک کی توجیہ و تاویل سے جھجک نہیں رہی۔ اور کم از کم ایک صدی اس مناظرہ میں ختم ہو گئی۔ اور ہر طرح کی کوشش کی گئی کہ ثبات کیا جائے کہ علمائے دین اس مسئلہ میں دین کا جو حکم سناتے ہیں وہ قطعاً ان کی ذاتی رائے ہے۔ مگر کیا معلوم تھا کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ جب یورپ ان غلط اقتصادی مسائل اور اعمال کا خمیازہ بھگتتے کے بعد اپنے گزشتہ نشتہ سے چونکے گا۔ اور خود آذر کے گھر میں ایسے ابراہیم پیدا ہوں گے جو اپنی غلطی کو تسلیم کریں گے اور ہر قسم کے ربا کی حرمت کا فتویٰ خود اپنے تجربوں اور علم اقتصاد کے حقیقی اصولوں سے صادر کریں گے۔ پہلے تو سوشلزم اور بالشیوزم تحریکوں کے لازمی نتیجہ کے طور پر خود جو ان سود کی اقتصادی کمزوری ظاہری ہوئی۔ اور اب دوسرے ماہرین اقتصاد نے بھی اس کے نقصانات کا اندازہ کیا۔

ہم کو خوشی ہے کہ ہمارے نوجوان ماہر اقتصادیات ڈاکٹر انور اقبال قریشی صدر شعبہ اقتصادیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے اسلام کے مسئلہ حرمتِ ربا کو جدید ترین اقتصادی تحریکات کی عینک سے دیکھا۔ اور موجودہ ماہرین اقتصادیات کے معیار پر جانچا اور پرکھا اور بتایا کہ اسلام نے حرمتِ ربا کا جو فتویٰ آج سے چودہ سو برس پیشتر صادر کیا تھا۔ وہ سراسر درست اور انست کے لئے رحمت اور انسانی سوسائٹوں کی خیر و فلاح کا باعث ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اپنے مباحث اور دلائل کو اس کتاب میں مرتب کر دیا ہے۔

یورپ کے موجودہ تمدن کی ظاہری چمک دمک اور رنگ و روغن نے لوگوں کے دلوں کو ایسا اپنی طرف بھلبھایا ہے کہ دلائل کے بجائے یورپ کا طرز عمل ہی مسائل کے خطا و صواب اور اعمال کے خیر و شر کا معیار قرار پا گیا ہے۔ کسی رائے کے صواب اور عمل کے خیر و شر کے لئے یہ دیکھنا کافی ہے کہ یورپ نے اس کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس باب میں اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ اب ہر وہ مسئلہ جو اس کے مطابق نہیں وہ خطا اور ہر وہ عمل جو اس کے موافق نہیں۔ وہ شر ہے چنانچہ آج کل کے اکثر مدعی عقل کے نزدیک تحقیق کی یہی صحیح رائے ہے۔ نتیجہ ہے کہ ہم کو اس کے بدولت اپنے بہت سے اصول چھوڑنے پڑے بہت سے مسائل میں مذہبی احکام کی غلط محسوس کرنے لگے۔ اور ہمارے بہت سے نوجوانوں کو اپنے مذہبی مسائل میں تبدیلی کا خیال پیدا ہونے لگا۔ اور بہت سے متکلمین جدید نے اسلام کی ممانعت میں معذرت اور اپالوجی کا رنگ اختیار کیا۔ مثلاً کوشش کرنے لگے کہ کاش کسی طرح اسلام کی پیشانی سے ربا کی حرمت کا داغ مٹایا جاسکتا۔ چنانچہ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ مسلمانوں میں سودی رواج کو ترقی دینے کے لئے ایک سوسائٹی بنی۔ اور علی گڑھ سے اور پھر بدایوں سے اس کیلئے اجابہ بھی نکلا۔ اور کئی رسالے چھاپے گئے۔ اور لوگوں کو مسلمانوں کی موجودہ عدم ترقی کا سبب اسی مسئلہ حرمتِ سود کے اعتقاد کو قرار دیا گیا۔ اور یہ دلائل اس دورِ شور سے پیش کئے گئے کہ خود قرآن پاک

موصوف نے اپنی اس کتاب کو چھ بابوں پر تقسیم کیا ہے پہلے باب میں مسئلہ سود کے متعلق مفہوم بنی نقطہ نظر کی تشریح ہے اور شروع سے اس وقت تک اس مسئلہ کے جتنے نظریے بنے اور پیش کئے گئے ان کے مزوہ پہلوؤں کو فنی حیثیت سے کھول کر دکھایا ہے۔ دوسرے باب میں اسلام کے نظریہ سود کو مدلل بیان کیا ہے تیسرے باب میں سودی منافع اور مباح کی حقیقت پر بحث کی ہے چوتھے باب میں اسلام کے نقطہ نظر سے بینکنگ سسٹم کے عدم جواز کو دکھایا ہے اور فنی حیثیت سے اسلام کے اس فیصلہ کو درست ثابت کیا ہے پانچویں باب میں سودی منافع اور مباح کے ان اثرات کا ذکر کیا ہے جو انسانی سوسائٹی پر پڑے ہیں اور پانچویں باب میں مقررہ و محدود سودی منافع کے نقصانات بتائے ہیں اور ہر باب کو فنی دلائل سے مضبوط کیا ہے اور جدید ترین اقتصادی مسائل اور نظریات اور موجودہ مغربی ماہرین اقتصادیات کے اصول و خیالات کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔

مصنف نے اسلامی مسائل کی تشریح میں ہمارے دو فاضل دوستوں اور جامعہ عثمانیہ کے لائق پروفیسروں مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی اور ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے معلومات اور مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی تحریرات اور اپنے والد مفتی محمد یوسف علی قریشی کے خیالات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ دوسری طرف اقتصادی مسائل کی تحریر میں اس زمانہ کے مشہور و ماہر اقتصادیات مصنفین و مفکرین یورپ کے نظریات و افکار کی ترجمانی کی ہے۔

سودی حرمت ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہ صرف اسلام بلکہ دنیا کے تمام مذاہب اور اکثر قدیم حکماء و حکیمان متفق ہیں۔ راقم نے سود اور مصحف انبیاء کے عنوان سے المندوہ ۱۹۵۹ء میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں یہ دکھایا گیا تھا کہ یونانی اور رومی مفکرین نے بھی اس کو اپنے وقت میں ناجائز بتایا ہے اور توہرات اور انجیل میں بھی جو مغربی قوموں کے آسانی صحیفے ہیں ان کو اسی طرح حرام کیا گیا ہے جس طرح وہ اسلام میں حرام ہیں لیکن یہودیوں نے ان حدود کو نوڑنے کے لئے جو ان کے دین نے ان پر عائد کی ہیں ہمیشہ سے اور ہر ملک میں کوشش کی ہے اور انہی کی پیروی عیسائیوں نے کی ہے۔ اس باب میں سب سے آسان قدم یہ ہے کہ سود کے لئے جو اصل عبرانی یا یونانی لفظ ہو گا اس کا ترجمہ نامہ و انفع (USURY) کر کے اس کے معنی کو تغیر و تبدل کے قالب میں ڈھال دیا گیا۔ (خروج ۲۳-۲۵-۲۶) اور اسی سے انٹرسٹ سودی منافع اور یوٹری مباح کی اصطلاحیں نمودار ہوئیں اور ان کو جائز اور دوسرے کو حرام ٹھہرایا گیا۔ حالانکہ یہ بالکل بے ثبوت بات ہے۔ ان دونوں میں فرق نقصان کی کمی اور بیشی کا ہے نقصان اور عدم نقصان کا نہیں ہے۔

اسی طرح شخصی مباح جنی قرضہ پر سود کو فنی حیثیت سے ناجائز بتانا اور چند اشخاص کی مجموعی کاہ و بادی شکل کو جس کا نام ستر ہو جس صدی کے شروع سے بینکنگ سسٹم پڑا ہے جائز کہنا گویا یہ کہنا ہے کہ چوری تو ناجائز ہے مگر ڈاکوؤں کا جائز ہے یعنی ایک جرم تو تھا ایک آدمی

(حاشیہ نشان ص ۱) ڈاکٹر انور اقبال صاحب قریشی کی اس کتاب کا نام "اسلام اور سود" ہے۔ اس کا خاکہ کتابت و طباعت بہتر ہے قیمت مجلد بڑے پتہ اور امداد معاشیات، فاطمہ منزل حمایت نگر، نیدر آباد۔ مولانا ندوی زید مجدہ کا یہ مضمون اس کتاب کی تقریفاً و امتداد کے سلسلے میں شائع ہوا ہے جس کو افادہ عام کی غرض سے ہم بھی شائع کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ (شمس الاسلام)

کرے تو وہ تو ناجائز اور سوسائٹی کے لئے مضر ہے۔ مگر جب اس جرم کو سائز کر کے چند آدمی مل کر کریں تو وہ جائز ہو جائے گا۔

اس سلسلہ میں مصنف نے انٹرسٹ یا محدود سودی منافع کے نظریہ جو ان پر بڑی دلچسپ بحث کی ہے اور خود محدود منافع کی حد بندی کی تاریخ سے مد بندی کے معیار کو مدد دے متغیر اور بے اصولانہ بنایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر ملک بلکہ خود ہندوستان اور اس کے مختلف صوبوں میں اس مد بندی کے معیار کی تعیین میں کسی ایک متعین اصول کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے محدود منافع کی حقیقت خود ہی مشتبہ ہے۔

مصنف نے اسلامی نظریات کی جو تشریح کی ہے اور جو آیات و احادیث اور فقہی مسائل و دلائل پیش کئے ہیں چونکہ وہ مستند علماء کی امداد اور مشورہ سے پیش کئے ہیں۔ اس لئے ان کے استناد و اعتبار میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ اور میں نے بھی ان کو دیکھا اور دست پایا ہے۔

اسلامی عقیدہ کے مطابق سود سے کبھی بھی کوئی قومی فلاح یا دنیاوی ہی سودی پیدا نہیں ہو سکتی۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ صحیح اللہ الربو اور بی الصلۃ (بقرہ ۲۸) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سودی کاروبار سے ملک کی دولت میں ترقی ہوئی ہے لیکن یہ محض قریب نظر اور دہوکہ ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہاجنی قرضہ کے سود سے ملک کے صرف چند اشخاص کی دولت بڑھتی اور سارے اہل ملک کی دولت گھٹتی تھی۔ اب بینک اور سوسائٹی کے سسٹم میں چند اشخاص کے بجائے

سینکڑوں اشخاص کی دولت کو ترقی ہوتی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں لاکھوں کی دولت کم ہوتی ہے۔ تب ان سینکڑوں کی دولت بڑھتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کو جس حیثیت سے بھی رواج دیا جائے وہ اپنی تنہا ہی پھیلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دیہاتی اتحادی بینک کو اپریٹو بینک کے رواج اور فوائد و برکات پر راجح کل بہت زور دیا جاتا ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ شرح سود کی نسبت کمی اور طریق وصول کی نسبت آسانی کی بنا پر کاشتکاروں کے لئے شخصی ہاجنی سودی قرضوں کے مقابلہ میں وہ رحمت ہے لیکن اس کے اندر بھی سوسائٹی کے بڑے زمیندار چھوٹے زمینداروں کو بے تکلف طریقہ کر جاتے ہیں۔ بلکہ کاشتکاروں کو اپنی زمینوں اور جانوروں کو بیچنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔

قرض انسان کی ایک فردی حاجت ہے۔ اس حاجت کا دفعیہ اسلام نے قانون کے بجائے اخلاق سے کیا ہے۔ اس نے ضرورت مندوں کو قرض دینا ثواب کا کام بنایا۔ اور اسی قرض پر مقروض سے کسی قسم کا بھی فائدہ اٹھانا سود قرار دیا ہے۔ اہل تقویٰ نے تو اس باب میں یہاں تک احتیاط کی ہے کہ مقروض کے یہاں دعوت کا قبول کرنا بھی مشتبہ بنایا ہے۔ بلکہ لوگوں کو یہی اس غرض سے دینا بھی کہ ان سے کچھ زیادہ وصولی کا موقع ملے۔ باکے اندر شامل کیا ہے۔ اسی طرح اسلام نے ہم جنس اشیاء کے مبادلہ میں زیادتی کو اگرچہ اچھائی اور برائی کا فرق ہو شبہ و باقراہ دیا ہے۔ تو اس زیادتی اور جنس کی حقیقت اور اس کے قیود و شرط میں فقہاء مجتہدین کے اختلافات میں تاہم اس حقیقت پر سب کا اتفاق ہے۔ اسی طرح سونا چاندی کے مبادلہ میں اگر جنس ایک ہے تو زیادتی اسلام میں رہا ہے۔ اس کے سکوں کی کم و بیش شرح مبادلہ کا وہ ظالمانہ دستور جو آج ساری

دنیا میں شائع ہے۔ اور جس کے بدولت یورپ میں ہزاروں آدمی گھر بیٹھے بنے اور بگڑتے ہیں وہ تمام تر اسلام میں ناجائز ہے۔ اسلام میں چاندی اور سونے کی اصلی حیثیت صرف نقد کی تسلیم کی گئی ہے۔ اس لئے اس کو سامان آرائش میں صرف کرنے کی اجازت حد مناسب سے آگے نہیں دی ہے۔ مردوں کے لئے چاندی کے چند ماشوں کے علاوہ خالص سونا چاندی کا ہر استعمال قطعاً حرام ہے۔ اور عورتوں کے لئے حد مناسب سے انفرادی کو کہ بہت کے درجہ میں بہر حال رکھا ہے۔ سونے چاندی کے ظروف اور سامان کے استعمال کی قطعی حرمت ہے اگر دنیا ان اصولوں پر عمل کرے تو آج ملک ہی میں نہیں دنیا میں ضروری کاموں کے لئے نقدین کی کتنی فراوانی ہو سکتی ہے۔

اسی اصول کی بنا پر سونے چاندی کو خزانہ بنا کر زمین میں گاڑ کر یا بے وجہ روک کر رکھنا گناہ عظیم ہے۔ واللہ ینزلکون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبئس عذاب الیم (توبہ ۵) (ترجمہ) اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اللہ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے سو ان کو دیکھ والی ماہ کی خوشخبری سناوے۔

ویل لکل ھنترۃ لمنزۃ الذی جمع ما لا ذلّۃ
ایحب ان مالہ اخلدہ (ہمزہ)

ترجمہ) ہٹکا رہے ہر طعنے دینے والے عیب چننے والے پر جس نے مال اکٹھا کیا۔ اور گن گن کر رکھا سمجھتا ہے کہ اس کا مال سدا ہے گا۔

اسی اصول پر احتکار جو منابولی (monopoly) کی بنیاد ہے۔ اسلام کے قانون میں ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے عام ضرورت کی کوئی خاص چیز کسی ایک شخص کے قبضہ میں آکر رک جاتی ہے۔

انسان کا ضرورت کے سبب سے مقروض ہونا واقعہ کم ہوتا ہے۔ قرض کا سبب زیادہ تر عیاشانہ فضول خرچی ہوتی ہے۔ اس کی پہلی روک یہ ہے۔ کہ سونا چاندی اور سونے چاندی کی چیزوں کی ادھار خرید و فروخت کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ بے ضرورت عیاشانہ سامان وہی خریدے گا جس کے پاس درآمد ضرورت روپیہ ہوگا۔

اسی طرح فقری وطلائی اشیاء میں صنعت کاری کی قیمت کا اعتبار اسلام نے نہیں کیا ہے۔ گو بعض فقہاء کو اس میں اختلاف ہے تاہم اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ فقری وطلائی اشیاء میں صنعت کاری کی قیمت یا اجرت کی بہت افزائی اس نے نہیں کی ہے۔ اس کا نشانہ اس آرٹ کی مخالفت نہیں بلکہ طلائی و فقری اشیاء کے عدم استعمال کی صورت پیدا کرتا ہے جو اسی صنعت کاری ہی کی بدولت قابل استعمال ہوتی ہیں۔

اسراف و فضول خرچی کو قرآن نے شیطان کا فعل قرار دیا ہے اور اس کا سبب بھی بتا دیا ہے۔ کہ مضرا و فضول خرچ سو سائی کے لئے وبال بن جاتا ہے اور یہی آخر مجرم بن کر جرائم کا مرتکب بنتا ہے فقعد ملوماً محسوراً

دوسری طرف اس نے بخل کو تباہی کے دن گردن کا طوق بتایا سیطوقون بما بخلوا بہ یوم القیامہ کیونکہ اس کا وجود بھی سو سائی کے لئے نحوست ہے۔ کہ اس کی دولت مخلوق کے کام نہیں آتی ضرورت مند کو قرض دینا اس نے ثواب کا بہترین عمل بتایا ہے لیکن جو لوگ قرض لے کر استطاعت کے باوجود ادا کرنے میں دیر کریں ان کو ظالم کا خطاب دیا ہے۔ اور کہا مطلقاً لغی ظلم جو لوگ بے قرض ادا کئے مرجائیں ان کے ترکہ میں سب سے پہلے قرض

(۳) دوسری قسم ایسی رقوم کی ہوگی جس کے جمع کرنے والے مدت متعینہ کے لئے اپنی رقم بنک کے حوالہ کریں۔ بنک ان رقوم کو مختلف تجارتی بینعوں میں خود لگائے۔ یا دوسری تجارت گاہوں کو یہ طرہ مضامین دے اور منافع کو مالکان رقوم اور کام کرنے والوں میں بھٹہ مشارع تقسیم کرے۔

حصہ مشارع سے مقصود یہ ہے کہ عدد معین جیسے تین فی صدی چار فی صدی کے بجائے حصہ متعین مقرر کیا جائے مثلاً تہائی، چوتھائی، پانچواں، چھٹا وغیرہ جس کا اطلاق کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ ہر مقدار پر کیا جاسکتا ہے۔

ان رقوم کا کوئی حصہ قرض یا منافع پر نہیں لگایا جاسکتا۔ البتہ قرض یا ہن پر دیا جاسکتا ہے۔ گو اس شے مرہون سے انتفاع میں فقہاء کا اختلاف ہے مگر اس اختلاف کی تفصیلات کو حل کیا جاسکتا ہے لیکن فقہ حنفی اور شافعی میں اس کی گنجائش کم نکل سکتی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ یہ کتاب ایک طرف مسلمانوں میں اور دوسری طرف ماہرین اقتصادیات میں قبولیت کی نظر سے دیکھی جائے گی۔ اور مسئلہ حرمت دبا کی اہمیت کو سمجھ کر اس کی تباہی سے دنیا کو بچانے کی فکر کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مولف کو اس عمل خیر کی جزائے خیر دے۔

(معارف جولائی ۱۹۲۵ء)

خط و کتابت

کہ تھے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔
ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔
(میجر)

ادا کرنا ضروری قرار دیا۔ اور جو لوگ اپنا قرض ادا کئے بغیر مرجائیں۔ ان کے جائزہ کی نماز پڑھنے میں بھی تاثر کیا گیا ہے۔

اسلام نے ضروری قرض کے لئے خود حکومت کو بلا سود قرض دینے کے انتظام کی اجازت دی ہے چنانچہ خلافت راشدہ میں بیت المال سے قرض لیا جاتا تھا۔ جس کی ادائیگی اگر ان کی زندگی میں نہیں ہوئی تو ان کی موروں کو جائزہ داد اور دولت سے اس کی وصولی متوفی کی وصیت کے مطابق عمل میں آتی۔ اور اگر وصیت نہ بھی ہوتی تو بھی موروں کو سامان سے تقسیم ترکہ سے پہلے قرضہ ادا کیا جاتا۔

تجارتی مالی تعاون کے لئے اسلام نے جس طریقہ کو پسند کیا ہے۔ وہ مضامین ہے۔ یعنی اہل سرمایہ سرمایہ دین۔ اور کام کرنے والے اپنی محنت شامل کریں اور اس طرح سرمایہ اور محنت سے مل کر جو نفع حاصل ہو اس کی تقسیم بھٹہ مشارع قرار داد کے مطابق کی جائے۔ جس کے قواعد و قوانین کتب فقہ میں موجود ہیں۔

اگر کوئی چاہے تو بنک کو اسلامی سسٹم کے مطابق قائم کیا جاسکتا ہے۔ بنک سے مقصود ایک خزانہ ہے جس میں بہت سے لوگوں کی رقوم جمع ہو سکیں لیکن ان کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں۔ ایک کا نام مانتی رکھا جائے اس کی دو شاخیں ہوں۔

(۱) امانت خالصہ یعنی ایسی امانت جس کو یقینہ محفوظ رکھا جانا مشروط ہو۔ اس امانت کی حفاظت اور انتظام کا خرچ امانت رکھوانے والوں سے وصول کیا جاسکتا ہے۔

(۲) امانت با اجازت یعنی ایسی امانت جس میں تصرف کا اختیار بنک کو دیا جائے۔ مگر مطالبہ کے وقت بلا زیادتی دکی اس کا بدلہ لیا اور دیا جائے۔

استفسارات

سوال۔ میرے ایک دوست نے شیعوں کی کسی کتاب کے مطالعہ کے بعد میرے سامنے ایک اشکال پیش کیا ہے۔ براہ کرم آپ اس کا جواب عنایت فرمائیے تاکہ میں اس کو پورے طور سے سمجھا سکوں۔ سورہ تحریم میں جو یہ آیتیں ہیں واذا اسرا بنی الی بعض اذواجه حدیثاً فلما ثبأت به واطهره الله علیه عرفت بعضه واطهر عن بعضه فلما ثبأها به قالک من انبأک هذا قال ثبأ فی العلم الحیطان تنو بالی الله فقد صغت قلوبک ان آیتوں میں یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور ان تنو بالی اللہ فقد صغت قلوبک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے دل مائل ہو گئے تھے یعنی بقول شیعہ وہ دونوں ایمان سے پھر گئی تھیں۔ اور ان کو ضرورت تھی کہ وہ توہمیں تفصیلی جواب دیکھئے

(ایک خریدار)

الجواب۔ سرزمین ہند میں شیعوں کے مکہ خدع اور شرور و مکائد کے دغ کرنے والے اور اس مذہب باطل کو یخ و بن سے اکھاڑنے والے حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مزید مجاہد و دامت فیوضہم نے مدت ہوئی ان آیات کی تفسیر اس طرز و طریق سے لکھی ہے جس سے مندرجہ سوال کی تمام باتوں کا بحسن و خوبی جواب ہو جاتا ہے۔ وہ تفسیر ۶۱ جادی الثانیہ ۱۳۵۷ھ کے رسالہ النجم لکھنؤ میں شائع ہوا تھا۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ خود جواب لکھنے کے بجائے مولانا محترم کا وہی مضمون وہاں سے نقل کر کے

شانع کر دیں تاکہ خود اس سائل کو اور اس کے دوست کو اور عام مسلمان بھائیوں کو نفع حاصل ہو۔ اور کسی شیعوں کی گفتگو یا شیعہ کتاب کا مطالعہ آئندہ کے لئے پھر کسی کو گمراہ نہ کر سکے۔ مولانا موصوف مظلہ کا وہ مضمون مندرجہ ذیل ہے۔ (ادارہ شمس الاسلام)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے۔ اور جبکہ نبی نے اپنی کسی بی بی سے راز کی بات کہی۔ پھر جب اس بی بی نے وہ راز ظاہر کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کو اس بات پر اطلاع دی۔ تو نبی نے اس راز کے بعض حصہ کی باز پرس کی۔ اور بعض سے چشم پوشی کی۔ جب نبی نے اس بی بی سے اس کو بیان کیا۔ تو اس بی بی نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی۔ نبی نے کہا کہ مجھے دانائے باخبر اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ اگرچہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے تو یہ کر لو (تو بہتر ہے) اس لئے کہ تم دونوں کے دل جھک گئے ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا تذکرہ روایات میں ہے جسے کاداقہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کوئی راز بیان فرمایا۔ اور انہوں نے وہ راز حضرت عائشہؓ سے کہہ دیا۔ اور یہودیہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فشانے راز کی خبر دی گئی۔ اور آپ نے حضرت حفصہؓ سے اس کی باز پرس کی۔ اسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وہ راز کی بات کیا تھی۔ اس کے متعلق روایات مختلف ہیں ایک روایت یہ ہے کہ معافیر ایک قسم کا شہد ہوتا ہے۔ حضرت اس کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کی ازواج مطہرات کو پلندہ نہ تھا۔ حضرت حفصہؓ سے آپ نے فرمایا کہ اب میں اس

شہد کا کبھی استعمال نہ کر دیں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت حفصہؓ کے مکان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہؓ سے خلوت فرمائی یہ امر حضرت حفصہؓ کو ناگوار گذرا۔ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اچھا اب میں ماریہ کو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت حفصہؓ سے یہ بیان کیا تھا کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ اور ان کے بعد عمرؓ بن الخطاب۔ ان تینوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ تینوں باتیں ایک ساتھ پیش آئی ہوں۔

یہ روایت سنی و شیعہ دونوں کی کتابوں میں متعدد سندوں سے منقول ہے چنانچہ کتب اہل سنت کے چند حوالے حسب ذیل ہیں۔ اذالۃ الخفا و مقصد اول صفحہ ۳ میں ہے۔

عن ابن عباس قال قال الله ان اما ابی بکر و عمر لعنی ہے وہ کہتے تھے خدا کی قسم کتاب اللہ قال اللہ تعالیٰ ابو بکر و عمرؓ کی خلافت کا ذکر واذا استرا بنی الی بعض نقابہ اللہ کی کتاب میں ہے دیکھو حدیثاً قال لحفصہ ابوکہ ابو حفصہ ابوکہ ابو عائشہ و ابی عامر الناس بعدی واذا استرا بنی الی بعض نایاک ان تخبری بہ احداً اخرجه الواحدی ولد طریق ذکر بعضہا فی المریاض النظر حفصہ سے فرمایا کہ تمہارے والد اور حضرت عائشہؓ کے والد میرے بعد خلیفہ ہوں گے خبردار اس کو کسی سے بیان نہ کرنا اس حدیث کی تخریج واحدی نے کی ہے اس کی سندیں متعدد ہیں جن میں بعض المریاض النظرہ میں مذکور ہیں۔ پھر اس کی کتاب کے صفحہ ۲۲۹ میں ہے۔

عن عائشہؓ فی قولہ اذا استرا بنی الی بعض ازواجه حدیثاً قال استرا الیہا ان ابابکر خلیفتی من بعدی و عن علی و ابن عباس قال واللہ ان اما ابی بکر و عمر لعنی کتاب اللہ واذا استرا بنی الی بعض ازواجه حدیثاً قال حفصہ ابوکہ و ابو عائشہؓ و ابی عامر الناس بعدی نایاک ان تخبری بہ احداً و عن میمون بن جھان قال قولہ واذا استرا بنی الی بعض ازواجه حدیثاً قال استرا الیہا ان ابابکر خلیفتی من بعدی و عن حبیب بن ابی ثابت و اذا استرا بنی الی بعض ازواجه حدیثاً قال اخبر عائشہؓ ان ابابکر الخلیفۃ من بعد ابیہما و عن الضحاک فی قولہ واذا استرا بنی الی بعض ازواجه حدیثاً قال استرا الی حفصہ بن عثمان الخلیفۃ من بعد ابوبکر و من بعد ابی بکر عمر و عن مجاہد فی قولہ غارت بعضہ و اعرض عن بعض قال الذی عرف امر عادیۃ و اعرض عن قولہ ان ابانک و ابابکر و ابی عامر الناس من بعدی خافۃ ان یفتشوا۔

حضرت عائشہؓ سے واذا استرا بنی الی بعض ازواجه منقول ہے کہ وہ ماریہ قبطیہؓ کے بعد میرے خلیفہ ہوں گے اور علیؓ و ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے۔ اللہ کی قسم ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت قرآن میں مذکور ہے۔ واذا استرا بنی الی بعض ازواجه سے روایت ہے کہ تمہارے والد اور حضرت عائشہؓ کے والد میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔ خبردار اس کو کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور میمون بن جھان سے واذا استرا بنی الی بعض ازواجه کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ اگر استرا بنی الی بعض ازواجه کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے واذا استرا بنی الی بعض ازواجه کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ابو بکرؓ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

فرمایا ہو جس قدر روایتیں کتب شیعہ میں اس کے متعلق ہیں ان سب کا جعلی ہونا اسی سے ظاہر ہے۔

ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے ازدواج مطہرات کو نصیحت فرمائی ہے۔ اور تعلیمی طور پر ان پر عقاب کیا ہے۔ اور توبہ کا حکم دیا ہے شیعہ اسی پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ کی

برائی ثابت کرنے کے لئے اسی آیت کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اس قسم کی تعلیمی باتوں سے طعن قائم ہو سکے تو پھر اسی

قرآن مجید سے نبیوں کی مذمت بھی ثابت ہو سکے گی خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کے متعلق اس سورت میں فرمایا کہ لم یحرم ما حل اللہ لك بتبغی مرہقا

ازواجك یعنی اے نبی آپ حلال چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں۔ آپ اپنی بیسیوں کی رضامندی تلاش کرتے ہیں اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اتخنتی الناس والله

احق ان تخشوا یعنی کیا آپ آدمیوں سے ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ سے آپ کو ڈرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شیعہ جس لفظ پر زیادہ کودتے ہیں یعنی فقد صغت

قلوبکم ا خدا کی قدرت یہ ہے کہ اسی لفظ سے ازدواج مطہرات کی منقبت بھی ثابت ہوتی ہے اس لفظ سے

صاف ظاہر ہے کہ اس افشائے مذہب کی وجہ سے ان کے دل مائل ہو گئے تھے۔ اس سے پہلے مائل نہ تھے حالانکہ حسب عقائد شیعہ وہ پہلے ہی سے منافق تھیں۔

ادمان کے دل پہلے ہی سے بوجہ نفاق کے مائل تھے۔ معاذ اللہ من ذالک۔ اس لفظ سے ان کے نفاق کی نفی ایسی واضح ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مبادل کا

ادمان کے بعد حفصہ کے والد اور خفاک سے واد استرا النبی الایہ کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمرؓ کو فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے اور بعد ابو بکرؓ کے عمرؓ اور مجاہد سے عرف بعقبہ عرض عن بعض کی تفسیر میں منقول ہے کہ جس بات پر آپ نے باندہ پر اس کی وہ مایہ کا معاملہ تھا اور جس بات سے آپ نے چشم پوشی کی وہ یہ تھی کہ اسے حفصہ تمہارے والد اور عائشہ کے والد میرے بعد لوگوں کے والد ہوں گے چشم پوشی اس لئے کی کہ بات زیادہ مشہور نہ ہو۔

اور کتب شیعہ میں ان کی سب سے زیادہ مقبول تفسیر قمی مطبوعہ ایران صفحہ ۳۵۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کہا۔

ان ابابکر علی الحکماء بعدی بہ تحقیق ابو بکرؓ والی خلافت ختم من بعدہ غمہ نکالت ہوں گے میرے بعد پھر ان کے من اخبارک بهذا حال اللہ بعد تمہارے والد حضرت

احبہ فی حفصہ نے پوچھا کہ آپ کو خبر کس نے دی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین کی خلافت کی خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے دے گئے تھے۔ اور یہ خبر آپ نے اپنی بی بی کو خوش کرنے کے لئے سنائی تھی۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی نابالغ ترین چیز کی خبرنا

کر آپ اپنی بی بی کو خوش کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب منشیات الہی کا حال معلوم ہو چکا۔ اور خدا آپ کو خبر دے چکا کہ آپ کے بعد شیخین خلیفہ ہوں گے۔ تو یہ ممکن نہیں

کہ آپ نے حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق کوئی ارشاد

مقبول احمد نے اپنے ترجمہ قرآن صفحہ ۹۴ میں اس روایت کو نقل کیا ہے مگر ترجمہ میں بڑی غیانت کی ہے لکھا ہے: ”آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ بنیئے گا“ لفظ ”بنی“ کا ترجمہ بن بیٹھے کا کتب بڑی جرأت ہے۔ اللہ اکبر۔

ماثل ہو جانا تو وہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ **لَوْلَا اَنْ تَبْتَئِكَ لَفَدَاكَ تَوْكُنَ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا۔**

اذا واج مطہرات کو ان آیتوں میں توبہ کا حکم دیا گیا۔ یوں تو ہر توبہ کے قبول فرمانے کا وعدہ ہے۔ مگر جبکہ خصوصیت کے ساتھ توبہ کا حکم دیا جائے۔ اس کی توبہ کے قبول ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا۔ لہذا تائبین کے جو فضائل قرآن مجید میں ہیں وہ ان کے لئے ثابت ہو گئے۔

اب یہی بات کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے توبہ کی یا نہیں۔ اس کا ثبوت بھی قرآن مجید ہی سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اذا واج مطہرات کی سخت آزمائش کی گئی۔ ایک طرف تو ان کو غیر محدود و متاع دنیا

کا وعدہ دیا گیا۔ اور دوسری طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت رکھی گئی ہے۔ جب اس امتحان میں وہ کامل آئیں اور اس غیر محدود و متاع کو انہوں نے ٹھکرا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کو اختیار کیا۔ تو پھر ان کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی۔ ان کو تمام ایمان والوں کی ماں کا خطاب دیا گیا۔ اور ان کو تمام جہاں کی عورتوں سے افضل فرمایا گیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی زوجیت کی خبر ان کو دی گئی۔ اس طرح کہ حضور کو ان کے طلاق دینے سے منع کر دیا گیا۔ یہ سب مضامین آیت قرآنی میں مذکور ہیں۔ (دیکھو تفسیر آیت تطہیر) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کر لی ہوتی تو یہ فضائل ان کے ہرگز نہ بیان فرمائے جاتے۔

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنزش در نظر

شملہ کافر نس کے نتائج

جریہ شمس الاسلام کی اور بہاری پالیسی ہمیشہ سے یہی رہی ہے۔ اور اب بھی یہی ہے۔ کہ موجودہ دور کے سیاسی جھگڑوں اور کونسلوں اسمبلیوں کے سلسلہ میں باہمی نزاع و اختلافات کے فیصلوں میں ہم کسی قسم کا حصہ نہیں لیتے۔ صرف دین کی اشاعت اور مذہبی خدمات ہم اپنا فریضہ سمجھتے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی ادائیگی کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان سیاسی اختلافات اور متحارب پارٹیوں کی بدست کشی میں بعض اوقات صورت حالات کچھ اس طرح بن جاتی ہے کہ ہم مذہبی لحاظ سے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں

کہ اس موقع پر ان سیاسی مسلمانوں کو مخاطب کیا جائے۔ اور ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ اخلاقی حدود اور شرعی ضوابط سے قدم باہر نہ رکھیں۔ اور اس لئے بہت سے مواقع پر ہم نے کانگریسیوں کے رویہ پر بھی مذہبی رنگ میں نکتہ چینی کی اور اس کو اپنا فریضہ سمجھا۔ اور بار بار الیکٹورل کی روش پر بھی کتاب و سنت کی روشنی میں تبصرہ کر کے مذہبی فریضہ انجام دیا۔ غرض مذہبی نقطہ نظر سے ہم کانگریس اور دیگر دونوں کی حمایت بھی کر سکتے ہیں۔ اور دونوں کی مخالفت بھی۔ ہمارا اصل نصب العین اسلامی تعلیمات اور اسلامی اصول و ضوابط ہیں۔

ایسے فساد کی اصلاح ہے جو دن بدن ہم گہرے ہو رہا ہے اور مسلمان قوم کو اور ان کے دین و ایمان کو تباہ و برباد کرتا اور خشک لکڑی کی طرح جلا رہا ہے۔ صاحب مضمون نے بھی اس کو نیک نیتی سے لکھا اور ہم بھی نیک نیت سے اس کو شائع کرتے ہیں۔ ان اربوں الاصلاح ما استطعت وما توفیق اللہ باللہ۔ اب دیکھئے مولانا نعمانی کا مقالہ :-

"ویول پلان" اور شملہ کانفرنس کی بدولت مسلمانوں کی مختلف سیاسی پارٹیوں اور ان کے متحارب گروہوں کی اس افسوسناک جنگ میں پھر ایک دم گرمی پیدا ہو گئی ہے۔ جو کچھ عرصہ سے کسی قدر ٹھنڈی تھی۔ ایسے اہم اور پیچیدہ مسائل میں ریاضوں کا اختلاف کوئی خلاف توقع چیز نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔ اسی طرح یہ بات کہ ایک پارٹی اگر دوسری پارٹی کے طریقہ کار اور مسلک کو قومی مفاد کے خلاف اور غلام سمجھے تو اس کے ناکام بنانے کے لئے اس کا جدوجہد کرنا۔ اور حدود کے اندر رہ کر اس کی تردید و تفسیط کرنا بھی یقیناً ضروری لا بدی ہے۔

لیکن گذشتہ مہینے ڈیڑھ مہینے سے مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی (مسلم لیگ) کے حامی اکثر اخبارات نے لیگ کے سیاسی مسلک سے اتفاق نہ رکھنے والے مسلمان لیڈروں کے متعلق آبرو و بابت گالی گلوچ، تحقیر و تہزار اور انتہا نا خدا ترانہ اعتراضات پر دانہ و بہتان تراشی کا جو وسیع افسانہ کر رکھا ہے۔ وہ ان کے ف و مزاج، اخلاقی گروٹ اور سیرت کی پستی کا بہت ہی گہرا و نامورہ جس سے یقیناً ان کے بہت سے شریعت النفس اور صاحب ضمیر ہم خیالوں کی پیشانیوں پر بھی پسینہ آجاتا ہو گا۔ اور ان کے دلوں کو تکلیف ہوتی ہو گی۔ خود واقعہ الحروف ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ میں شیلیٹ مسلمانوں کا ہم خیال نہیں ہے اور ان کے واحد قومیت کی نظریہ کو ملت کے لئے سخت خطرناک

چند مہینوں سے شملہ کانفرنس کے نتائج کے سلسلہ میں خود مسلمانوں کے اندر اختلاف و متناقضات کا جو طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اور بعض اخبارات اور بعض مقررین نے حد و حد کو پھاڑ کر جس رنگ میں مسلمان لیڈروں اور خصوصاً علماء و کلمہ پر یہ نکتہ چینی شروع کی ہے۔ وہ یقیناً اس قابل ہے کہ ہر خاص مسلمان اس کی خرابیوں اور تباہ کاریوں کو محسوس کرے۔ اور ہر ممکن جدوجہد سے اس سیلاب کو روکے۔ اس لئے اپنے منہ پر جبر بالانظریہ اور اپنے اس نصیب لعین کی بنا پر ہم نے ضروری سمجھا کہ ان مسلمان بھائیوں کی صحیح رہنمائی کی جائے اور ان کو بھایا جائے کہ آراء و خیالات کے اختلاف کا ایسی کمزور صورتوں میں مظاہرہ کرنا اور اپنے ایک سیاسی مخالف کو رسوا و بدنام کرنے کے لئے اس طرہ و انداز کی تحریر و تقریر اختیار کرنا اسلامی اخلاق میں کس قدر معیوب اور عند اللہ کس قدر مجبوس ہے۔ ارادہ تھا کہ چند کلمات اس سلسلہ میں عرض کروں اور جوش و خروش میں ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے ایک غلط راستہ پر سرپٹ دوڑنے والے ان مسلمان بھائیوں کو جوش میں لاؤں لیکن ابھی یہ ارادہ ارادہ ہی تھا کہ مولانا نعمانی کا یہ مضمون نظر سے گذرا۔ جس میں انہوں نے نہایت درد دل کے ساتھ حقیقت حال کو سمجھانے اور مسلمانوں کو ہدایت فرمانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اپنے لڑے پھوٹے الفاظ کی بجائے ان کا وہ بیش بہا مقالہ ہدیہ ناظرین کرام کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس کو ٹھنڈے دل سے اور نہایت غور و فکر سے مطالعہ کیا جائیگا۔ یہ کسی کانگریسی خیال کے مولوی کا مقالہ نہیں بلکہ گاندھی متحدہ قومیت اور "نیشنلسزم" کے ایک سخت مخالف کا اہم شاہد ہے جو ایک سچا مذہبی شخص۔ صاحب بصیرت اور درد دل رکھنے والا عالم دین مبین ہے۔ اس سے مقصود لیگ کی یا نیکیوں کی مخالفت اور ان کے خلاف جنہ بے عناد ابھارنا نہیں۔ بلکہ ایک

سمجھتا ہے۔ بایں ہمہ لیگ کے حامی اکثر اخبارات بالخصوص اس کے سرکاری اخبار "منشور" اور "لاہور کے" احسان کا مطالعہ اکثر و بیشتر سخت تکلیف اور دلی کراہت کے ساتھ کرتا ہے۔ خصوصاً ان کے مزاحیہ کالموں کے لکھنے والوں نے تو شاید اپنے کو بالکل ہی غیر مکتلف اور قیود و نمرات و انسانیت سے یکسر آزاد سمجھ لیا ہے۔ اور دونوں بان یقیناً اتنی تنگ نہیں ہے کہ کسی مسلک پر کڑی سے کڑی تنقید و شرافت و سنجیدگی کے ساتھ نہ کی جائے۔

عبرت کی بات ہے کہ اسی ملک میں اسی آب و ہوا میں ایک دوسری قوم بھی رہتی ہے۔ اس کے ہمسایہ بھی اور کانگریسی عنصر میں بھی اسی "دیول پلان" کے بارے میں بالکل اسی نوع کا اختلاف ہے ان کے اخبارات نے ایک دوسرے کے مسلک پر تنقیدیں کیں اور خوب نہور و قوت کے ساتھ کیں۔ لیکن کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اس تہرید و تنقید میں ان کے کسی اخبار نے تہذیب و توہین اور آبر و بختگی کا وہ بانڈاری اور غیر شریفانہ طریقہ اختیار کیا ہو جس کو ہمارے ان دلائل اسلام مسلمین نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔

اگر صرف انہیں چند اخبار نویسوں کی یہ نجی بیماری ہوتی اور عام ملت پر اس کا کوئی بڑا اثر نہ پڑنے والا ہوتا تو شاید اس کو برداشت کیا جاتا۔ اور اس کے خلاف کسی عمومی احتجاج کی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ان اخبارات کا یہ طرز پوری ملت پر اثر انداز ہونے والا ہے۔ اس کا کھلا ہوا اثر تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی اخلاقی ساکھ کو اس سے سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔ دوسرا اثر یہ ہو رہا ہے کہ اختلاف کی خدقین اور زیادہ گہری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور ان کے پاٹنے کے امکانات بھی ختم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ان اخبارات کی چند سے ہی روش رہی تو کچھ عجب نہیں کہ جا بجا خون خرابہ کی بھی ذہبت آئے۔ اور مسلمان ہی مسلمانوں کے گلے کاٹیں۔

اور سب سے زیادہ افسوسناک ایک نتیجہ یہ پیدا ہو رہا ہے کہ ان اخبارات کی اس فلتا و روش کی بدولت قوم کے عوام کا مزاج بڑی تیزی کے ساتھ بگڑ رہا ہے۔ اعتدال اور سنجیدگی ان سے بالکل نکلتی جا رہی ہے۔ اور اس کے بجائے اختلاف رائے کا یہی جاہلانہ، غیر شریفانہ اور فساد انگیز طریقہ ان میں عام ہوتا جا رہا ہے۔ کسی قوم کا مزاج بنانے اور بگاڑنے میں سب سے بڑا حصہ اس زمانہ میں اس کے پریس ہی کا ہوتا ہے۔

یاد آتا ہے کہ ۱۹۱۷ء جبکہ کانگریس فسطریاں قائم تھیں۔ اور لیگ و کانگریس کا اختلاف زور وں پر تھا اور ہمارے یہ اخبارات بالکل اسی طریقہ پر سلمان عوام کو "اخلاقی تربیت دے رہے تھے۔ اس زمانہ میں ایک دفعہ میں لکھنؤ سے سلطانپور جا رہا تھا۔ راستہ میں ریل کے پانخانہ میں جانا ہوا۔ تو دیکھا کہ وہاں کانگریس کے دو بڑے ریلکے کہنا چاہئے کہ سب سے بڑے) لیڈروں کو نام بنام نہایت گندی اور متعفن گالیاں لکھی ہوئی ہیں۔ غالباً یہ کسی نا سمجھ سلمان لڑکے کی حرکت ہوگی بہر حال مجھے یہ محسوس کر کے اس وقت بے حد دکھ ہوا۔ کہ ہمارے نا عاقبت اندیش اور قید شرافت و دیانت سے آزاد اخبار نویسوں اور بے لگام مقروءوں نے ہمارے قومی مزاج کو اتنا فساد و فضا کو اتنا گندہ کر دیا ہے کہ ہمارے نوخیز بچے دوسری قوم کے ماہناؤں کو پانخانوں میں گالیاں لکھ لکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں کسی قسم کی اخلاقی گمراہی کا یہ شاید یہ آخری ہی مقام ہو سکتا ہے۔

اس واقعہ کا لکھنا درحقیقت اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے لیکن صرف اس لئے میں نے اس کو حوالہ قریطاس و قلم کر دیا ہے۔ کہ شاید اسی سے ہمارے ان اخبار نویسوں کو کچھ عقل آئے۔ جو اپنے بے نیاز ہوش و جوش میں یا اپنے بانڈا میں گہری پیدا کرنے کے لئے قوم کا مزاج بگاڑ رہے ہیں۔

اور بگاڑتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

کاش! اسلام کے نام پر ان لڑنے والوں کو بھی یہ سوچنے کی بھی توفیق ہو کہ اس بارے میں اسلام کی کچھ تعلیمات اور ہدایات بھی ہیں۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

قُلْ لِعِبَادِيَ يَقُولُ الْخَالِقِ اے رسول میرے بندوں کو ہدایت

ہی احسن ان الشیطان کرد و کہ وہ اچھی ہی بات کہیں۔

یَنْزِعُ بَيْنَهُمْ رَبِّي بِرَأْسِهِ شَیْطَانُ بَرِّی ایں ان سے کہلوا

کے ان میں اختلاف اور دشمنی ڈالنا چاہتا ہے۔

لَا تَقْتُلُوا الْحَيَاةَ وَلَا السَّيِّئَةَ اچھی بات اور بری بات ہرگز برابر

ادفع بالحق ہی احسن نہیں تمہیں چاہیے کہ اپنے مخالفوں

کو اچھے ہی طریقے سے جواب دو۔ (فصلت)

نیز اہل ایمان کو بتا کید اس کی ہدایت ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا اے ایمان والو تم میں کوئی گروہ

لِيَسْتَفْزِمَ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ دوسرے گروہ سے ہرگز تسخیر نہ کرے

ان یکوا خیراً منہم شاید کہ وہی ان سے بہتر ہوں۔ (حجرات ۱۲)

وَلَا تَكُنُوا مِنَ الْمُنْكَرِ وَلَا اور آپس میں ایک دوسرے پر

تَنَابَذُوا وباللقاب عیب نہ لگاؤ اور ہرے اور مکروہ

بش اسماء الفسوق نام نہ رکھو کہ نہ چڑھاؤ۔ ایمان

بعد الایمان ومن لہٰ نیب کے بعد فاسق دیا اس جیسا دوسرا

فان لاٰ تظلمون کوئی نام نہ لگائے اللہ کے نزدیک

بر ہے۔ اور جو اس حرکت سے باز نہ آئیں وہ ظالمین ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں

کثیراً من الظن ان بعض اور بہت سی تہمت طرائد یوں سے

الظن اثمہ بچو۔ بعض بدگمانیاں صرف گناہ

وہی دخل ظہر تہماتہ ہوتی ہیں۔ بڑی خرابی ہے ہر اس

شخص کے واسطے جو پیچھے پیچھے یا دودھ دودھ سے کو

عیب لگاتا ہے۔ اور اس کی بدگوئی کرتا ہے۔

قرآن مجید نے مشرکوں کے معبودان باطل تک کے

بارہ میں ہدایت کی ہے۔

وَلَا تَسْتَبِئُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ تَم ان مشرکوں کے دیوتاؤں کو بھی

من دون اللہ فیصلو کالی زدو کہ مبادا وہ نادانی اور

عدو و بغیر علم (انعام) بیباکی سے اللہ کو گالیاں دینے

لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا ہے۔

انہما یحشون لا تمہ میں اس واسطے بھی کیا ہوں کہ

مکادم الاخلاق آچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔

علیک بالرفق ویاک ثرمی اور شیریں گفتاری کو اختیار

بالعف والرفق کر۔ اور سخت کلامی اور گستاخی

سے بچو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔

ان اللہ یغض الفاحش البذی۔ اللہ تعالیٰ کالی دینے

والے بد مذہبوں سے ناراض ہوتا ہے۔

افسوس! جس قرآن اور جس رسول کی یہ تعلیم ہے۔

ان کی ماننے والی امت کے نمایندوں کا یہ حال ہے کہ آپس

کے اختلاف رائے میں سنجیدہ بحث و تنقید اور شریفانہ اقبام

وتفہیم کے بجائے دلوں کو پھاڑنے والی گالیوں اور تہمت تراشیوں

کو انہوں نے اپنا شعار اور وظیفہ بنالیا ہے۔ اور پھر کس

قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمدانی اس قومی جماعت کے

با اثر لیڈروں میں جو سنجیدہ بھی ہیں اور جو شرافت و آبرو

کی قیمت کو جان سکتے ہیں انہوں نے بھی اس فساد اور

گندگی کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ حالانکہ ابھی وقت ہے

کہ وہ اگر چاہیں تو اس فساد انگیزی پر قابو پا سکتے

ہیں۔ ایسی حالت میں ان کی پڑا طہیزان خاموشی کے

معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ احتساب کی

روح اور برے بھلے کی تمیز ہمارے ان خواص سے بھی

رخصت ہو چکی ہے۔ (الفرقان)

ہمدردانِ ملت سے ایک خاص گزارش

(ان جناب مولانا محمد ذاکر حسنا ناظم العلوم محمد ضلع جھنگ)

فکر تلافی بھی ہوگا۔ جس کے لئے راقم الحروف کو مزید کچھ عرض کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ہے۔

بگوی صاحب موصوف ان خوش قسمت افراد سے تھے جنہیں قدرت نے ذہانت اولوالعزمی، ایثار، قربانی، استقلال کے گراں قدر جواہرود یعت نسوانے تھے۔ اور جن کا جینا مرنا محض مالک ذوالجلال کے لئے تھا۔ تحریک خلافت سے راقم کو مرحوم سے مل کر کام کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور اس عرصہ میں ملکی و قلمی حالات نے مختلف پلٹے کھائے لیکن مولانا مرحوم نے شروع سے خدمتِ اسلام کے لئے جس مسلک پر احرام باندھا تھا، اخیر دم تک مروانہ اُسی پر مستقل رہ کر استقلالِ ایثار کی مثال قائم کر دی ہے۔

آہ ہولوی صاحب مرحوم کو خوش قسمتی سے ابتدائی کارکردگی کے زمانہ (تحریکِ موالات) میں وقت کی ایک عظیم ترس مجاہد شخصیت (اعلیٰ حضرت مجاہد اعظم قبلہ ضیاء العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ) سے شرف تربیت حاصل ہوا تھا۔ اور مجاہد اعظم مدوح کی کمریاء نگاہ انتخاب نے انہیں میدانِ تبلیغ کے لئے چُن لیا تھا۔ اور خصوصی عنایات و ہدایات سے کچھ ایسا نوازا کہ محترم لہور احمد صاحب میں جرأت حق و صداقت بلند فکری، فداکاری اور بے پناہ قوتِ مجاہدانہ کے

جب عام دہنوی امور ذاتی معاملات میں کام کی نوعیت و اہمیت کے مطابق اسباب و ذرائع کے لئے سوچ و فکر اور کوشش لازمی سمجھی جاتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ کسی قومی دلی اسلامی ضرورت کے لئے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ احساس اور سعی و عمل (دوڑ دھوپ) نہ کی جائے۔

جو قوم اپنے ذاتی معاملات پر قومی دلی ضروریات کو ترجیح نہیں دے سکتی وہ باوقار زندہ نہیں رہ سکتی ہر ہمدرد ملت کا اذہن فرض ہے کہ اپنے ذاتی مفاد سے بڑھ کر ملی معاملات کے نفع و نقصان پر ہر وقت خاص نگاہ رکھے ایسی خاص احساس اور جدوجہد سے ہی قویں بنتی و سنورتی ہیں۔

اور اگر خدا نخواستہ یہ احساس دیاں ہی نہ رہے تو پھر معاملہ لاعلاج ہو جاتا ہے پچھلے دنوں پنجاب کے ایک مشہور سرگرم مجاہد قومی کارکن (فدائے ملت جناب مولانا ظہور احمد صاحب بگوی علیہ الرحمۃ) کے انتقال پر مطال سے جس قدر قومی نقصان ہوا ہے۔ وہ باخبر ملکہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

مولانا مرحوم کی خدماتِ ملیہ اسلامیہ سے صحیح واقفیت رکھنے والے فرزندِ ملت کے متعلق یقین ہے کہ انہیں اس ملی حادثہ سے اندھ صدمہ ہوا ہے۔ اور اس عظیم قومی نقصان کا غالباً انہیں پورا احساس اور

اعلیٰ اجلو سے ظہور میں آنے لگے۔ اور رفتہ رفتہ یہ برقی طاقت اس معیار پر پہنچی کہ اس کی تعبیر لفظوں میں مشکل ہے۔

دارالعلوم عزیزیہ (جامع مسجد) بھیرہ کے اس لائق جہتہم اور حزب الانصارہ کے مایہ ناز بانی اور فوج محمدی کے مخلص و جفاکش پہ سالانہ اپنی خداداد قابلیت "فدائیت" سے تعلیمی تبلیغی مجاہدانہ خدمات کے ذریعہ ملک میں وسعت تبلیغ اور اشاعت اسلام کی وہ روح پیدا کر دی ہے جو (جوہرہ تعالیٰ) دن بدن بڑھے گی کم نہیں ہو سکتی۔

بگوی صاحب کو اگرچہ حسب ضرورت بکثرت رفقا و کار (ہم پلہ) بیسرتہ ہو سکے تاہم انہوں نے اپنے کام میں فرق نہیں آنے دیا۔ حق تعالیٰ نے مرحوم کو کچھ ایسا دل و دماغ عطا فرمایا تھا کہ وہ بسا اوقات کھٹن سے اکھٹن واقعات اور نازک ترین حالات میں بھی تنہا سینہ سپر ہو کر میدان میں کود جاتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ یہ بظاہر ایک شخص پوری جماعت کا کام بڑی بے جگری سے سرانجام دے رہا ہے۔

ملک کی متعدد اہم اسلامی سیاسی تحریکوں میں مجاہدانہ حصہ لیتے ہوئے بھی اپنے مقررہ نصب العین اور مجوزہ مسلک میں ایک قدم آگے پیچھے نہیں ہو سکے۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کا نکتہ نظر و مسلک "مسلمانان اہل سنت والجماعت" کی باہمی تنظیم اور فرق باطلہ سے حفاظت ہی تھا۔ آغا نیکو سے تا دم واپسین یہی مقدس جذبہ آپ میں موجزن رہا۔ اس جذبہ کے ماتحت ملک کے گوشہ گوشہ میں مرحوم نے آواز حق پہنچائی۔ اور ہمیشہ ہر جگہ اہل سنت کے متفرق طبقوں میں باہمی اتحاد و نظم پیدا کرنے کی فکر میں سرگرداں رہے۔

اور بایں ہر سب سے بڑا قیمتی جوہر جو آپ میں

تھا وہ یہ کہ آپ نے ایک عرصہ دراز سے اپنی تمام تر زندگی (محض ملی و اسلامی خدمات کے لئے) خاص حبشہ لئہ وقف کر رکھی تھی۔ آپ کا حضر سفر محض خدمت دین قیسم ہی کے لئے تھا۔ بعد میں ناسازی طبع کے باوجود جہاں کہیں ضرورت تبلیغ کی اطلاع پاتے بیتاب ہو کر فوراً پہنچنے کی کوشش فرماتے۔ آخر کار اس جاننا نہ سپاہی نے میدان تبلیغ میں ہی "جان عزیز" جاں آفریں کے پیش کر دی۔ خدائے کون و مکار ان پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی مخلصانہ قربانیوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے (نفل طیبہ صلعم) مرحوم کی حسنات اور اسلامی خدمات جلیلہ کی فہرست بفضلہ تعالیٰ بہت طویل ہے۔ جو اس وقت تفصیل نہیں سہل ہو سکتی۔ اور اس وقت محض ان کے کام سے کام ہے۔ مگر اس ضمن میں مرحوم کی ایک اور خاص امتیازی خوبی کا بھی ذکر کر دینا کارکنوں کے لئے مفید ہو گا جس لئے مزید عرض ہے کہ مرحوم بگوی صاحب نہایت وسیع الخیال بلند نظر کارکن تھے مذہبی اسلامی فریقگی کے ساتھ ہی سیاسیات عصریہ کے بہترین ماہر تھے۔ آپ مسلمانان اہل سنت کے تمام تعلیمی اداروں سے یکساں ہمدردانہ دلچسپی رکھتے تھے اور سب کے لئے ایک اعلیٰ مشترکہ نظام کے خواہشمند تھے۔ اور خاص کہ دارالعلوم محمدی کے نہایت ہی گہرے ہمدرد و محسن تھے اور اس کے مجوزہ اصلاحی تعلیمی نظام کے دل و جان سے حامی تھے۔ آپ نے اس دفعہ انتہائی مصروفیت کے باوجود دارالعلوم کے سالانہ اجلاس (جنوٹ و محمدی) میں خاص ہمدردی کے ساتھ شمولیت فرما کر (اجلاس محمدی) میں ایسی شاندار آفری در و دھیری تقریر فرمائی کہ حاضرین و سامعین عمر بھر نہیں بھول سکیں گے۔

تقریر کا ایک ایک لفظ جو در ولایت میں ڈوبا ہوا تھا سننے والوں کے دل و دماغ میں پروست ہو گیا کسے کیا معلوم تھا کہ شیعہ رسالت کے اس جاں نثار پروانے کا یہ انوار

پیام ہے۔ جو چند گھنٹوں کے بعد (بظاہر) بالکل خاموشی منتہا
 کرنے والا ہے۔ الغرض مولانا بگوی صاحب مرحوم مفقود
 اخلاص ایشاہ کے میکراور مجسم درد ملت تھے۔ آپ نے
 عمر بھر میں اپنی ذاتی حیثیت بنانے کے لئے کچھ نہیں کیا ملت
 بیضا اور دین حق کی ہی حمایت و خدمت میں ہمہ تن مصروف
 عمل رہے۔ اور خاص درد دل کے ساتھ مصروف کار رہے۔ بریں
 زاد و بریں بود و بریں رفت۔

آپ کے نظریات و عزائم بہت ہی بلند تھے۔ لیکن احباب
 "دعوت خصوصی نے انہیں مکمل آرام کا موقع پیدا کر کے
 یہ تمام تر ذمہ داری پیچھے رہنے والوں پر عائد کر دی ہے
 اور چونکہ ایسے ملی حوادث و اشیائے تک محدود نہیں ہوتے
 (اور نہ ہی ہونے چاہیے) بلکہ ان کے اثرات تمام قوم
 و ملت کے لئے مساوی و مشترک ہوتے ہیں۔ اس لئے بگوی
 مجاہد کے وسیع سلسلہ خدمات علیہ اسلام کے تحفظ و
 بقا کی فکر بھی صرف متعلقین پس اندگان اور چند فقہاء
 تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ ان کے حقیقی رشتہ اتوت
 اسلامی ان کے تمام ہمدرد دوستوں عزیزوں بزرگوں
 سب کو دلی احساس سے ہونی چاہیے۔

اس لئے راقم الحروف اس موقع پر ہمدردان
 سے خاص توقعات کے ساتھ بگمزد و استغاثہ (ایسل)
 کرتا ہے کہ آپ صاحبان وقت کی نزاکت اور ملی اسلامی
 ضروریات کا پورا احساس فرماتے ہوئے ہر حکم اور ہر
 مناسب مقام میں (جہاں کہیں ممکن ہو سکے) عموماً اور
 فدا ئے ملت بگوی صاحب مرحوم کے قائم کردہ ادارات
 میں خصوصاً اسلامی تعلیم و تبلیغ کی وسعت و اشاعت کے
 لئے خاص جہتہ لگا دینی تمام تر توجہ صرف فرما کر عند اللہ
 الکرم ما جود ہوں۔

اور خاص کر مولانا بگوی صاحب کے وسیع تعلیمی و
 تبلیغی کام کے سبب لے اور مضبوط کرنے بلکہ اسے مزید ترقی

دینے کے لئے خاص طور پر ہر قسم کی کافی امداد دے کر قوم
 میں زندگی کا سامان پیدا کیا جائے۔

اس قسم کے اہم قومی کام کسی کے ذاتی نہیں ہوتے
 جن کے نفع یا نقصان کا اثر صرف کسی ایک ذات (یا چند اشخاص)
 پر پڑے بلکہ ان کے اثرات تمام قوم کے لئے یکساں ہوتے
 ہیں۔ اور انہیں کاموں کی حفاظت و اعانت پر ہی ملی اسلامی
 ترقی کا انحصار ہے۔ اس لئے ایسے کاموں کی حفاظت و
 نگہ رانی اپنے ذاتی کاروبار سے نمایاں ہونی چاہیے۔

اس ضمن میں دو تین قسم کی فوری امداد پہنچنی چاہیے۔
 (۱) ایسے اولوالعزم بلند خیال تعلیم یافتہ نوجوان جو
 تعلیمی و تبلیغی اسلامی خدمات کے لئے اپنی زندگیوں (نیسیٹ)
 وقف کر سکیں۔

(۲) قوم کے صاحبزادے اہل ثروت اپنے خداداد
 مال کو ان قومی اسلامی ضروریات پر پوری فراخ دلی کے
 ساتھ خرچ کریں۔

(۳) اور حضرات مشائخ طریقت، علماء کرام، زعماء ملت
 (لیڈمان عظام) اہم ترین ملی تعمیری ضروریات کے لئے
 ذاتیات و فروعی اختلافات سے الگ ہو کر (خاص جہتہ بہتہ
 پوری قوت سے متفقہ جدوجہد فرمائیں۔ اور تبلیغ اسلام
 کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو کر (توکل الہی) ایک اعلیٰ معیار
 پر نظام تجویز فرمائیں۔ تو مسلمانان ہند کے تمام مشکلات و
 مصائب (بفضلہ تعالیٰ) بہت جلد دور ہو کر تعمیر ملت کے
 بہترین نقشے سامنے آ سکتے ہیں۔

آئندہ ہے کہ اس درد مندناہیل پر خیر خواہان
 ملت کی خصوصی توجہ مبذول ہوگی۔

شیریں

دارالعلوم محمدی کی طرف سے چند مختصر اطلاعات

شیدائیان اسلامی تعلیم کے لئے نادر موقع

والے طلباء کو خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے۔

(۴) ابتدائی حصہ میں ڈل دیٹرک (فیل یا پاس) طلباء کو درجہ کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اور ایسے طلباء عموماً جلد ترقی پذیر ہوتا ہے۔

۵۔ عربی نواں طلبہ سر میا کے خصوصیت سے لئے جاتے ہیں۔ اور حسب لیاقت ان کا داخلہ ہوتا ہے۔ اور ان کی عام تعلیمی کمیوں کو پورا کرنے کی خاص کوشش کی جاتی ہے۔

۶۔ اگر ایف۔ اے یا بی۔ اے طالب علم عربی کی تکمیل (یا بقدر ضرورت تکمیل) کے لئے داخل ہوں۔ تو انہیں حسب لیاقت خاص وظیفہ دیا جائے گا۔

۷۔ غیر متقطع طلباء کو دارالعلوم کی طرف سے مختلف قسم کی امداد و کتب برائے تعلیم برائے نئی نسل برائے مطالعہ مطبوعہ سے کھانا۔ بحالت عیال (عالم و کپڑا) دی جاتی ہے۔

۸۔ محنتی و لائق طلباء کو حسب استعداد نقد و وظیفہ بھی ملے گا۔

۹۔ ابتدائی درجہ میں عام داخلہ کم از کم چھ جماعت (الٹر ڈل) پڑھے ہوئے طلباء کا ہو سکتا ہے۔ نیز دارالعلوم ہذا کے زیر اہتمام ابتدائی و ثانوی تعلیم کا ایک مدرسہ بلکہ اسلامیہ اور مستند لفظ ظہری میں مان سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ ملت اسلامیہ کی تعمیر کا صحیح جذبہ رکھنے والے صاحبان کو چاہئے کہ اپنے اور اپنے احباب کے ذریعہ دارالعلوم ہذا میں

۱۔ دارالعلوم محمدی میں کچھ عرصہ سے اصلاح نصاب تعلیم کے لئے خاص طور پر کوشش ہو رہی ہے۔ مدارس عربیہ کے سابقہ نصاب کی خامیوں کو پورا کرنے اور جدید علمی مقتضیات عصریہ کے مطابق اضافہ کی غرض سے ایک ایسا نصاب ترتیب دیا جا رہا ہے۔ جو قدیم و جدید علمی ضروریات اور دو طریقہ ہائے تعلیم کے درمیان واسطہ قائم کر دے گا۔ اور اس میں علوم عربیہ اسلامیہ کی تکمیل کرائی جاتی ہے۔ اور اگرچہ اس میں ابھی چند مشا پر قدیم و جدید ماہرین تعلیم کی تنقید باقی ہے۔ تاہم تجربہ شروع کر دیا گیا ہے۔

۲۔ جو لوگ عربی تعلیم کی اہمیت و ضرورت کے احساس کے باوجود محض اس کے نصاب کی طوالت اور صرف و نحو کی (بوجہ قدیم) سرور دی کے باعث اسے ایک مشکل زبان تصور کر کے اس کی طرف بڑھنے کی ہمت اور عملی توجہ عموماً نہ کر سکتے تھے ان کے لئے یہ بہترین حل پیش کیا گیا ہے۔ کہ ابتدائی چند مادہ میں ہی ادب عربی صرف و نحو میں اچھی لیاقت حاصل کر کے عربی سمجھنے پڑھنے بولنے میں قادر ہو سکتا ہے۔ اور اس جدید طریقہ تعلیم کی ترویج و اشاعت کے لئے اس فن کے ایک ماہر تجربہ کار ہندوستانی فاضل مدرسہ رنجاب مولانا محمد زبیر علی صاحب ندوی (مکرمی) کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں۔ جو نہایت ہی محنت پروری کے ساتھ اس کام میں مصروف ہیں۔

۳۔ کم فرصت کا ہندوستانی دارالمرکز پیشہ لوگ بھی اس طرز تعلیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور تمکین کا عزم

مرثیہ میر حزب الانصار حضرت مولانا ظہور احمد صابکوی رحمۃ اللہ علیہ

گم نہ بودے موت سرکوب حیات ما تو
پائے یک بر فرق دیگر ہم چنین تا آسماں
آنکہ او را جز بربن نبود مقام پاکشی
کاشتن را بر زمین داس ہمیدن در کفست
قطره قطره ماه ہر شب ہم فرا ہم میکند
باغ دنیا خوشنما باشد ہر فصل بہار
پیر بر نانی و بہر نا کو دی خواہد مگر
ہست آخر یاس بالیاس و خضرانہ زیستن
ہر کسے خواہد حیات طول اندوز و فلک
طیلسان زیست کس آنکہ خود دل کہم مرگ
قبحہ را چون تنگ میگردد دم اندوز و قحاب
کوہ خواہد گشت کہ اندیشہ فرہاد مرگ
بوئے ناز و نعمت تا سازد بہر گزیست است
خود شود و وزے بہر خاک ہر یک خاکزا
جسم گلگون گل شود و وزے نہ طوفان اجل
گردش چرخ کہن را ہست ہم روزے سکول
روزہ را صبح است اول آخرش ہنگام شام
نام تو طفل است و برنا نیز بہر سال خود
ابتدا و انتہا داندہ را آخر فناست
عاقلاں خود را با تش نفکندہ از حظ نفس

بہر بہر روزے نہ میں انسان بودے مثل مو
تو بتو بودے ہوئے دشت نو کھر و شہر و کو
بستے ہائندہ را بال مریش آہ نہ و
آب استادہ نماد پاک مثل آب جو
میںراند تاب مہر و روش از ہر چار سو
روزے اندہ را و خزانہش میںر و ہر رنگ و بو
کس نے دید است کا پ رفتہ باز آندہ بخو
صد سکندہ شد کہ آب خضر کردہ جستجو
لیک کو تا ہیست آخر یاد ہم زشت و نکو
سو زدن تدبیر قہاں ہم نہ کرد او را و فو
یاد آہ و روزہ بر نانی و صورت خوش گلو
تلخ خواہد گشت آخر بہر تو شیریں گفتگو
چند روزہ است ایں بہار زندگی چوں ناز بو
نے زمیں ماند کہ یور ماند و ہم نے کدو
اندہ کا بش پس نشان ماند نہ اندہ جام و سبو
اندہ نجوم و مہر و مہ گیرندہ روزے تاب و ضو
پست بابا بالاست لازم ہم چنین با پشت رو
آخرش میت تر نام است و زیادہ و عدو
بخیر یافتہ ہم را جا و دانی جستجو
آفت دنیا است چو قرب نہان بے وضو

پیش حق حاضر شود هر حاضر و غائب که هست
جز بحر نیک لب کشا و گره گنگ باش
عزت دنیا ببا ناز جزا نماند بکار
در جهان باطل خیر الناس با نماند زیستن
همچو علامه ظهور احمد منظور حق
مهدی عالم ظهور احمد معنی شناس
چیز بذات پاک واحد نیست چیزی را بقا
روز عمرت هست باقی تا بجد شام دم
بد ظهور احمد مقبول ایند - بے خطا

این خواهد ماند گره دیر و ز میرفت است او
با سلامت رفتن از خوابی زبزم با و هو
سیر نشود تشنه از آب فرات آبر و
تا که روز حشر پیش حق شود جان سرخ و
آنکه رخساریند نور فیض در هر دشت و کو
میشود پیدایشی سال پاک از جستجو
یک فقط باقیست گره از یکی ندادند و
گرچه هر حکم رخسارینده هر چار سو
غیر از اصلاح ملت کرد کتسر گفتگو

غیر منقوط

مرگ عالم مرگ عالم آمده او را گواه
سرگروه عسکرها طهارت هر اهل علوم
محرم اسرار او را که ستر سلوک
طرح او گردد دلاور کم کس آمد در عمل
سهل گواص الکلام و کامگار هر مراد
علم او لا حول آمد اهل علم مکرر
که در عالم را معطر علم او هم طرح دهد

کرد و در او هر همه مکرده رسم هر عدد
داد و داد علم در هر عرصه اعمال او
مصلح اطوار هر کس عالم اسرار بود
کامل الاعمال آمد کرده معصوم او
سود مردم راه و آکرده دل مسرور او
سلسله هر محمد آمد او را در گلو
آمده هر گاه در اصل و محل ادراک او

آه از ما میرود آل مرد محمود القفا
چون صحابه بود در هر وصف نیکو متصف
زندگی کن چون ظهور احمد که بعد از رفتن
بر کس گوئد که در هر کار دین مردی نمود
آنکه در دنیا و دین بود دست مرد کامیاب

اینها القوم الدینی لا تضحکوا بل تحزنوا
گفتگو در جو و حزن خلق و هم پاکیزه نو
زنده در بر بنم باینکی بماند نام تو
صورت علامه مرحوم در هر گفتگو
باد بنام نکوشش عطر یابد کو بکو

حق بحق برساند و نامد پیش کس الا بخیر
 حاکم و محکوم در کشاد لب جز حمدت پند
 اے سوار دوش مردم از ملائک پیش و پس
 زیر ابر ظلمت شہائے طول خاک صفت
 تاقیامت مہر وئے تو نخواہد دید کس
 آہ آں رعب سیاستہائے دین و ہم دنی
 با قبول حکم تیغ علم و جاہ انتقا
 جنت الفردوس جائے ایچنین مرداں شد است
 با سر اعدائے ملت سال ہجری ہم شود
 ہمدی عالم ظہور احمدی دنیا رخت بست
 برکت ہر نوع با پیمانگانش حق و با و

پاک کرد از لطف و حسن خلق ہر شر از عدد
 بود قولش فاعبد اللہ الغنی لا تشرکوا
 ہر طرف بیند نگاہ من بیانگ طر قوا
 حقہ خواہی تا بد در حشر اے خود شیدہ و
 گور عاصی شد جہاں بر اہل دین بے دئے تو
 نیک خواہا آبر و یک غوث دوراں راست گو
 نامد از آذر و گئی دل گہے ہر چہرہ خو
 زیں سبب باغ نشاط آمد بسال فوت او
 فاضل غالب ز سال عیسوی کن جستجو
 ابر لطف حق بیار داند فلک بر روح او
 از خدائے ذوالمن صمصام دار دآرند و

ایضا قطعہ تاریخی انتقال

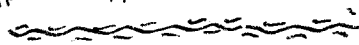
کو ز پشت پیر گردوں گرد بر سر ریختہ
 آسمان شور محشر در بن ہر موئے تن
 میزند سر را بنگ آہ تا سازد و شق
 جیسا حسرت از نقود تا مرادی کردہ پیر
 اندرین حالت ہم رسیدم نہ حال نہ ارو
 گوہر در گراں مایہ بدست افتادہ بود
 گشت نذر موجہائے سیل بحر قرطبوس
 نہیں سبب بر فرق خود پیدا نمودم نو فلک
 غنچہ و ش در دم ہزار باغ دیں خاموش شد

یار داند ابرو و دیدہ اشک خوں آمیختہ
 بستہ اند ہر دو دست خستہ جاں آویختہ
 پیمو تیغ موہ چاند خوردہ و دم ریختہ
 صورت پیرے نذر دل جو شیدہ صفرا رنگتہ
 گفت لعل اندکان خود دیدہ بدامن ریختہ
 گرد و رنگ کوہ ہم صحرائے عالم ریختہ
 پیمو لیل گریم آں گل آہ در گل ریختہ
 اندر دہول جوش تیش آہ و فغاں آلیختہ
 عضو عضو جسم عزم اہل دیں بگسیختہ

ایضاً

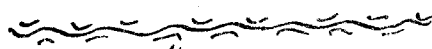
شد جهان تیره بتر حیل ظهور احمد	بود آگاه دل از راز صد در احمد
رفت بر عرش برین موسی طور احمد	زد با گشته باد جلوه نور احمد
آه غائب بتر ابراجل کرد فلک	بود یک شمس در خشاں بید و احمد
گاه و بیگاه بدش شرف زیارت دزد نیست	بهر پیوسته شد از ما بحضور احمد
سال تر حیل بقتضام عیاں کرد فلک	یعنی برزاده علامه نور احمد

آسمان تراله بیاید بفضل احلام
بر سر ماه از فصل ظهور احمد



ایضاً

زبدۀ اصفیا ظهور احمد	نجم همد اولیا ظهور احمد
فاضل با صفا ظهور احمد	سرور اقیانوس ظهور احمد
سراعدائے دین به خنجر نطق	ببرید هر کجا ظهور احمد
در سفر آه بست رخت سفر	سوئے دار البقا ظهور احمد
عالم بے ریا ظهور احمد	عارف با خدا ظهور احمد
عمر بگذشت روز اندر وعظ	شب بیا خدا ظهور احمد
خاتم العمر وعظ در چنیوٹ	کرد معجز نم ظهور احمد
یافت این افتخار از احمد	کرد با و عطا ظهور احمد



ایضاً

دُر بائے شاهوار برادر زمین هند	گویند گان شمس و سمر استین هند
موج نیم صبح عرب خلد در بر است	بکشاید آنکه در بر اهل دین هند
نال چران چرخ ز لاله چرخ زمین	جنبه چران باد که بخشد زمین هند

حجت بدین بود بادیان باطله
مائیم ہیچو سرب و رصاص و سیاه مس
خول بادا بیدہ ہر کہ و مہ بد ہر
سوز و چرانہ سینہ آتش ازین فسوس
خالی نمود قالب تن را اندہ و روح پاک

دلدادہ فیوض عرب آل مکین ہند
کان طلاست در ہمہ ہر ذرہ طین ہند
غائب شد است از نگہ شاں قین ہند
سنگ آب شد نہ صدمہ اندو گین ہند
آدم بردن شتافت ز خلد برین ہند

تاریخ اہتقال پر لال حضرت قبلہ مولوی ظہور احمد صاحب گوی میر مجلس حزب الانصار بھیرہ

(از جناب حکیم حافظ محمد افضل صاحب سکنہ کیر بار)

وائے صد حسرتا ظہور احمد
مفسر خاندان بگو یہ
منظہر نور حق منیب اللہ
مصدر علم و فضل و مجد و کرم
منبع فیض و جود ہم احسان
عالم و فاضل و تقی و تقی
مشہر در جہان بو عطا و بیال
حامی دین و ماسخ بداعت
متبع حق مجاہد ملت
وقف بنمود بہر نصرت دین
حیف ناگہ چو ارجعی بشیند
روپوشید در سفر تبلیغ
گشت تیرہ جہاں چو ر حلت کرد
ظلمت و ظلم پر جہاں آمد

قبلہ مولائے ما ظہور احمد
اہل صدق و صف ظہور احمد
عارف با خدا ظہور احمد
بحر لطف و سخا ظہور احمد
کان علم و حیا ظہور احمد
عابد بے ریا ظہور احمد
خلق را رہنما ظہور احمد
شمس اورج ہدی ظہور احمد
فخرارض و سما ظہور احمد
زندگی خویش را ظہور احمد
از جناب خدا ظہور احمد
زین جہاں فنا ظہور احمد
سوئے دار البقا ظہور احمد
رفت نور و فیض ظہور احمد

می سزد که بگردد اید از دل و سما
در غم انداخت اهل عالم را
عاشقان از فراق اوفالان
در غم و رنج مبتلا گشتند
سخت تر صد مرآمده ز وفات
لیک جز صبر نیست چاره گرفت
بود محبوب اینزد و مقبول
روح او باد در بهشت بریں
مرقدش باد روضه رضوان
از شتیدن چنین خبر جانکا
قلب افضل به غم شده بریال
فکر نمود بهر سال وصال
گفت با آه مصرع عالم
یاز مقبول اینزد از غم گفت

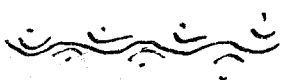
بهر فیض الواری ظهور احمد
هم به آه و بکا ظهور احمد
یار و هم آشنا ظهور احمد
خویش و هم اقربا ظهور احمد
قدوة الاتیقا ظهور احمد
در حضور خدا ظهور احمد
بند و با وف ظهور احمد
شادمان دائم ظهور احمد
رحمت الله علی ظهور احمد
موحش و غم فزا ظهور احمد
هم به رنج و غم ظهور احمد
قبله مخدوم ما ظهور احمد
زبدۀ اصفیا ظهور احمد
ساز ملحق تو با ظهور احمد
ظهور احمد مقبول اینزد

حزب انصار امیریه کاسالانه انتخاب

مولوی فضل احمد صاحب امیر حزب الانصار امرویه
شیخ عبد الحمید صاحب نائب " " "
مستر سبحان بخش صاحب صدر " " "
حافظ پیر جلیل صاحب نائب صدر " " "
محمد مقصود الله صاحب ناظم اعلی
غیاث الدین صاحب محرر دفتر
مولوی عبد الوحید صاحب خزانهچی

مولوی نسیم احمد صاحب فریدی مبلغ حزب الانصار
حافظ اشهدود احمد صاحب " " "
ادکان مجلس شورى :-

عزیزه احمد صاحب شبیر علی صاحب حافظ
سرور صاحب شوکت الله صاحب
مسعود احمد صاحب سالار اعظم فوج محمدی امرویه
فادین احمد صاحب نائب سالار " " "



جواب الجواب

تبلیس و مغالطہ کا شاہکار

(از مرکز تنظیم اہل سنت لاہور)

(نمبر ۳)

میرے اللہ! تیری مخلوق کس قدر نا انصاف ہے
ہم اس نا انصاف دنیا میں انصاف کی پیل کس سے جا کر
کریں سے

لادساغیر گیر و نہ گس مست برما زام فسق

داوری خواہم مگر یاد ب کمر اداور کنہ؟

اگر مرزا صاحب کے ان صریح الفاظ میں صاحب

شریعت ہوں "کے معنی مرزائی لغت کے مطابق یہ لئے جائیں
کہ میں صاحب شریعت نہیں" تو پھر یہ بات قابل غور ہے کہ
جب مرزا صاحب صاحب شریعت نہیں اور ایسے نبی ہیں
جو از قسم نبی نہیں" تو پھر آپ کے منکر کردہ دلوں مسلمان ظالم
کافر و لہ الحرام اور ذبیحہ البغیا "کس طرح قرار دیتے
جائیں گے یہ تو صرف صاحب شریعت نبی کی شان ہے کہ
اس کے منکر کو کافر کہا جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب
نہ یاق القلوب صفحہ ۱۳۰ حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے
انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان
ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور.....

لاتے ہیں۔ بلکہ صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور
محدث ہیں وہ کیسی ہی جناب الہی میں شان رکھتے ہوں اور
خلعت مکالمہ البیہ سے مہر قرار ہوں ان کے انکار سے کوئی

کیا یہ صرف ہمارا شور و غوغا ہے یا مرزا صاحب ارشاد
عالیہ؟ پھر آپ ہم سے برسر کیں اور خشم گیں ہونے کی بجائے
اپنے ایمان پر نظر ثانی کیوں نہیں کرتے۔ اور حضرت صاحب
کے دعویٰ کی تکذیب کیوں نہیں فرماتے

مجھی سے سب یہ کہتے ہیں کہ نبی رکھ نظر اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلویوں عیاں ہو کر

اب آپ ہی فرمائیں کہ ان ارشادات نبوی کی
موجودگی میں ہم کس طرح یہ ثابت کرنے کی جرات کریں
کہ مرزا صاحب کا یہ نیسلسر مقام از قسم نبوت نہیں۔ اپنے
دلیسی بن کی ان تصریحات کے خلاف یہ ثابت کرنا ہمارا ہی
دیا مبتدای ہوگی یا کفر؟ براہ ہربانی آپ ہی فرمائیں کہ
ملکی نبوت کے ان واضح احکامات اور غیر مبہم ارشادات
کی روشنی میں مرزا صاحب کو دعویٰ اربعہ بشت اول قرار
دینا عام لوگوں کو دھوکا دینا ہے یا اس کا انکار کرنا؟

اللہ اللہ مرزا صاحب اپنی تعلیمات میں امرہ نبی
کی متعدد مثالیں پیش کر کے اپنے آپ کو پوری صحت
سے "صاحب شریعت" ثابت کریں تو وہ "نبی" اور اگر
ہم انہیں "صاحب شریعت نبی" کہیں تو ہم ہو جائیں گے غوغائی

۵ ہم آہ بھی کرتے ہیں تو جو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چہر چاہیں ہوتا

کا فرہنگ بن جاتا (تربیت) کیاب بھی یہ مٹ لکائی جائے گی کہ مرزا صاحب کو ہم تشریفی بنی کہتے ہیں جناب والا! اگر مرزا صاحب خود کو صاحب شریعت نہیں کہتے تو ہمارے تکفیر کا باعث کیا ہے

مری جہیں سے چلا تیرے آستان سے چلا

رواج کفر فحمت کہاں کہاں سے چلا

اگر نگاہ کی تعمیر تھے ترے جلوے

تو مسلمہ مری تعجب کا کہاں سے چلا

آئیں ہم خاں صاحب سے عرض کریں گے کہ ہم آخر

اور کیا کہتے ہیں یہی تو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا ابہام اند

قسم نبوت نہیں یعنی مرزا صاحب بنی نہیں مگر اس پر بھی

آپ نامراض اور سرگراں ہو کر فرماتے ہیں تم نبی وقت کا نکال

کر کے کافر ہو گئے اور اگر ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے

دعویٰ نبوت کیا تو آپ کہتے ہیں یہ آپ لوگوں کی بددیانتی ہے

دیا تہدای کا لقا ضایہ تھا کہ تم یہ ثابت کرنے کی کوشش

کرتے کہ مرزا صاحب کا مقام اند قسم نبوت نہیں یعنی

مرزا صاحب بنی نہیں۔

یا اللہ! آخر یہ تیری کیسی شتر مرغی "نبوت ہے کہ اسے

نہ ایمں تو کا فرادہ مانیں تو بددیانت۔ الہی! نبوت کے ان

دو پاؤں کے درمیان وہ کون سنت جان ہے جو پس نہ جائے

اس پر ایمان لانے پر ہم مامور اور اس کا انکار کرنے پر ہم

مجبور۔

چہا میں ہیں گھاس بھی لائیں ہم

ہیں یا تیری گدھیا نے مارا

آپ نے یہ بھی خوب فرمایا ہے کہ "فنا فی الرسول کی نبوت

م خوب اپنی! افسوس کہ اس عنوان پر اس وقت کچھ عرض نہیں

کیا جاسکتا صرف زمیندار کے چاہ پرچے رجن میں بعنوان

"دشمن رسول کون؟ میں نے مرزا صاحب کے نبوی ارشادات

سے ہی ان کے عشق رسول کا بھانڈا پھوڑا ہے (خدا مرث

میں بھیج رہا ہوں۔ ان کے مطالعہ سے فنا فی الرسول کی حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی۔ اللہ اللہ دنیا کتنی زبردست ہے کہ ختم نبوت معراج معلیٰ قاب تو سین۔ رحمت عالم۔ کو تراویہ مقام محمود وغیرہ تمام امتیازی مقامات تقسیم درجہ جات مختص اعزازات اور اعلیٰ کمالات ایک ایک کر کے آنحضرت سے

چھیننے کی مذموم و ملعون حرکت کی جاتی ہے حتیٰ کہ یہ —

خوب تو جہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا

وقت نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلالی ظاہر ہو چکا ہے

کی کر نوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی

کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں

اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے اور اخلاقی

کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔

(ادبعین نمبر ۱۷)

کہہ کر حضور سرورہ عالم کو منصب رسالت سے معزول و

برطرف کرنے، مقام ہدایت سے معطل و موقوف کرنے اور

دنیا کی رہنمائی و قیادت کا تاج اپنے سر پر رکھنے اور تحت

نبوت پر قبضہ کرنے کی مردود و ناپاک کوشش کی جاتی

ہے۔ اور پھر منہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ فنا فی الرسول کا مقام

ہے —

جنوں کا نام خورد رکھ لیا خورد کا جنوں

جو چاہے آپ کا حسن کو شمشیر ساز کرے

میرے اللہ! اگر اس کا نام فنا فی الرسول ہے۔ تو

"و غا للرسول" کیا ہے؟ اگر اسے "عشق رسول" کہتے

ہیں تو بغض رسول کسے کہتے ہیں؟

بے نادیدنی مادیدہ ام من

مراے کا شکہ مادر نہ زادے

اور پھر کیا متبعین محمدیہ میں سے — جن کے لئے یہ سات

و نبوت مخصوص ہے۔ کوئی ایک بھی ایسا پیش کیا جاسکتا ہے

جس نے اس فنا فی الرسول بخت کا دعویٰ کیا ہو اور اس

(۶) کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار نے ہمارے نبی کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا۔ اور ہمارے بنی نے اس کی تفسیر اپنے قول لا بنی بعدی میں واضح طور پر فرمادی۔ اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور دیگر رسولِ قدنی - مرکز) جائزہ قرار دیں تو گویا ہم بابِ وحی بند ہو جائے گے بعد اس کا کھلنا جائزہ قرار دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں۔

رحمانہ البشری صفحہ ۱۹۶

(۷) آنحضرتؐ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں آئے گا۔ اور حدیث (ابنی بعدی) ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جبر کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ لہٰذا آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے بنی پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴

(۸) ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق اور ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل کو بعد وفات رسول اللہؐ ہمیشہ لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں صحیح اور سچ ہیں۔ تو پھر کوئی شخص یہ حیثیت رسالت ہمارے بنی کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔

ادالہ ادہام صفحہ ۵۷۷

(۹) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین تو بسط جبریل ملتا ہے۔ اور بابِ نزول جبریل بہ ہر ایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود متفق ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

ادالہ ادہام ص ۷۱

(۱۰) رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے

کہ دینی امور کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے (ادالہ ادہام صفحہ ۱۵۴)
(۱۱) قرآن شریف میں ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے (ظلی بروئی - امتی وغیرہ) مرکز کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ مگر بتاؤ تو اب کدھر سے ہو شرارت کی آمد ہی ہے؟ مرکز) نہ قرآن میں نہ حدیث میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لا بنی بعدی میں بھی نفیِ علم ہے۔ پس کس قدر صحیح علیحدہ فی لہجری اور کٹاخنی ہے (آپ ہی فرمائیں۔ یا آپ کی امت جن سے اس صراحت و دلیری کا ظہور و صدور ہوا ہے۔ مرکز)
کہ خیالات کی یکہ کی پیروی کر کے نصوصِ صریح قرآن کو عمدتاً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی (قادیانی مرکز) کا آنا مان لیا جائے۔ اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت جاری کر دیا جائے۔

(ایام صلح صفحہ ۱۴۶)

(۱۲) بعد آنحضرتؐ کوئی بنی نہیں آ سکتا۔ اس لئے شریعت میں نبی کے خاتم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔ (دہنہادۃ القرآن صفحہ ۲۸)

(۱۳) یہ عاجز نہ بنی ہے نہ رسول ہے۔ صرف اپنے بنی معصوم محمد مصطفیٰ کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے۔ (الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۱۱)

قد مجہد ولایت و مجددیت کا دعویٰ

وحی ولایت کا اقرار مگر نبوت سے بدستور انکار

سال اول بود مطرب سال دوم شیخ شد

غلمہ گمراہ ناز شود اس سال سیدہ شود

وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو ادلیا، ابتداء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض

معمولی بولی چال اور دون رات کے محاورات میں لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ (الحکم قادیانی جلد ۳ صفحہ ۲۶)

(۳) الہام خدا میں اس بندے کی نسبت نبی اور رسول و مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ و لکن ان بصدائق موعودا کی یہ اصطلاح ہے جو میں نے ایسے لفظ استعمال کئے، ہم اس بات کے قائل اور مستقر ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد از حضرتؐ نہ کوئی مسیحا نبی آ سکتا ہے۔ بلکہ وہ پرانا، مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا رسول کے لفظ سے
(سراج منیر صفحہ ۳۰)

قد چہ ۵ معنوی حقیقی مگر ادھوری نبوت

محدثیت کا نقاب

مجازی نبوت کے خلاف حقیقی جزئی نبوت کا اقرار
نبوتِ تامہ سے بدستور انکار

یہ عاجز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے بنی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوتِ تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ رسولوں اور انبیوں کی وحی کا طرح ان کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منترہ کیا جاتا ہے اور یہ بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با داذ بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنی ہجر اس کے کچھ نہیں کہ امورِ مذکورہ بالا اس میں پائے جائیں۔

(توضیح مرام صفحہ ۱۰۰)

نبوت کا دعویٰ نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے
تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۲۰۲

قد چہ ۲ نبوت کی تہید

نبوت کے رنگ کا اقرار مگر حقیقی نبوت سے بدستور انکار
خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے دلیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر وہ حقیقت میں بنجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔
(مواعظ الرحمن صفحہ ۶۶)

قد چہ ۴ لفظی مجازی نبوت

ملہمیت کا پردہ

قد چہ ایشا۔ اے خلاف شرارت کا آغاز نبوت کی تقسیم
مجازی نبوت کا اقرار مگر حقیقی نبوت سے بدستور انکار
لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض

(۱) صاحب انصاف کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا مستلزم کفر نہیں ہے۔ مگر میں اس کو بھی جب تک بکری سے اس قدر مجھے پر نہیں چڑھتے۔ مرکز پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جائے اور مریدوں کے بدک جانے مرکز کا استعمال ہے۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۴)

(۲) اکثر دفعہ ان (الہاموں) میں رسول یا نبی لفظ آگیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارے کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی

تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے
مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے (ایک غلطی کا ازالہ)

قد چہ ۱۰ شیل مسیح ہونے کا دعویٰ

مسیح موعود ہونے کی پیر زور تردید
نزدول مسیح کا اقرار۔ تناسخ کا انکار

مسیح موعود کو آنحضرتؐ کہتی ہیں "نہیں فرمایا"

(۱) اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاک راہ اپنی
غریت اور انکسار اور توکل اور ایثار کے مد سے مسیح کی
پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ (براہین احمدیہ جلد ۱۹) اس سے
ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو ابھانا حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام
کی دوسری زندگی بعد نزول کا علم دیا گیا۔

(۲) مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں۔ اور نہ میں
تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے نقطہ شیل مسیح ہونے کا دعویٰ
ہے (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۲۰)

(۳) میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم
ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے وہ مرا سرافق
اور کذاب ہے (انزالہ اہام صفحہ ۱۹)

(۴) اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا متیل بھی
بنی چاہیے۔ کیونکہ مسیح بنی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی
ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے مبدومولے نے
نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے
کہ وہ ایک مسلمان ہوگا۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۱۹)

قد چہ ۱۱ مسیح موعود بلکہ مسیح موعود

کی ماں ہونے کا پیر زور دعوے

نزدول مسیح کا انکار۔ تناسخ کا اقرار
مسیح موعود کو آنحضرتؐ نے بار بار "بنی" قرار دیا ہے

قد چہ ۱۲ پوری مگر بالقوہ نبوت

محدثیت کے پیشے میں نبوت کی جلوہ گری
جزئی اور غیر تامہ کے خلاف کامل بالقوہ نبوت
کا اقرار مگر بالفعل نبوت سے بدستور انکار
میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

میں محدث ہوں۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے۔ کہ
محدث میں تمام ہجرات نبوت پائے جاتے ہیں۔ لیکن
بالقوہ۔ بالفعل نہیں۔ تو محدث بالقوہ بنی ہے۔ اور اگر
نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بنی ہوتا۔
(حماۃ البشائر جلد ۹)

ہونے والا باوجود دروازہ بند ہونے کے بھی بنی ہو کہ
(مرکز)

قد چہ ۱۳ بالفعل مگر ادھوری نبوت

باہر سے محدثیت مگر اندر سے نبوت
کامل بالقوہ کے خلاف ناقص بالفعل نبوت کا
اقرار۔ مگر نبوت سے بدستور انکار

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا
تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت
بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔
(انزالہ اہام صفحہ ۲۲۱)

قد چہ ۱۴ اندر باہر سے نبوت

محدثیت کا جائزہ تاہ
لفظ بنی کے استعمال پر اعتراض انکار کے فکا اسرار
اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا بنی کا نام
نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جاتا۔
اگر اس کا نام محدث رکھنا چاہیے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ

کی پوربش صاف کرنے اور رسول وقت کے دامن کو دروغ بانی
اور وضع حدیث سے پاک کر کے اسے جنم کی آگ سے بچائے۔
مرکز (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹)

(د) صبیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام بنی رکھا گیا۔
(ایک غلطی کا ازالہ)

قدیمہ "انزول وحی و نبوت کا اقرار و

اعلان، لفظاً معنی اندر باہر پورا بنی
مکلف و تصنع بر طرف ارجاء نقاب بالائے طلاق
کے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ناظرین کرام یہ دیکھ کر تعجب و حیران ہوں گے کہ مرزا
صاحب قدیمہ نمبر ۱۱ نمبر ۱۱ پر مذکور انکار کے علی الرغم مذکورہ
قرآنی دلائل و براہین کے خلاف اور مدعی نبوت کو کاذب، کافر
بے ایمان، بد بخت، مفتری، ملعون، ملعون، لا الہ الا اللہ
محمد المرسل اللہ اور قرآن کا منکر قرار دینے کے باوجود بڑی
شد و مدد اور بڑے اصول و سحر کے ساتھ نبوت کا دعویٰ
کرتے نظر آتے ہیں۔

(۱) اس نے میرا نام بنی رکھا سو میں خدا کے حکم کے موافق
بنی ہوں۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا نہ ہوگا۔
مرزا صاحب خط ۲۳/۱۹۰۸

(۲) حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پرنازل
ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود

ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ بار بار دفعہ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲)
(۳) سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا
(دافع البلاء و رضا)

(۴) خدا کی وحی باریش کی طرح میرے پرنازل ہوئی۔ اور
صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے
کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

کل جو چیز موجب تناسخ اور ہر اس رکذ پ و افترا
تھی وہ آج وحی ربانی اور الہام الہی ہو گئی
عقدہ لاخیل

نود مریم و نود عیسیٰ نود والدہ و نود بیٹا
نود کو نہ اور نود کو نہ گر و نود گل کو نہ

(۱) اس نے میرا نام مریم رکھا پھر دوسرے تک صفت
مریمیت میں میں نے پوربش پائی۔ اور پردے میں نشو و نما
پاناہ با پھر... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ
کی گئی رماش و اللہ۔ مرکز (۱) اور مجھے حاملہ ٹھرایا گیا۔

(۲) بارک اللہ۔ مرکز (۱) اور آخر کئی جینے کے بعد جو دس
جینے مدت حمل! مرکز (۱) سے زیادہ نہیں... مجھے

مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم
ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت اس سرخشی کی مجھے
خبر دی۔ مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے
گئے۔ تب میں نے معلوم کیا۔ یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار
تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی
مراد ہوں (کشتی نوح صفحہ ۲۶-۲۸)

(۳) مجھے اس خدا کی قسم جس پر افترا کرنا لعنتوں
کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔
تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱

(۴) سو یقیناً سمجھ لو کہ نازل ہونے والا ابن مریم ہی
ہے (الذوالہام صفحہ ۶۵۹)

(۵) واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیش گوئی کی گئی ہے
کہ آنحضرت کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو

عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم
کیا جائے گا دعویٰ مسیحیت و نبوت اور یہ سفید جھوٹ! کیا

عمداً کہ ب علی البنی بھی مسیح موعود کی ضروری صفت قرار
دی گئی ہے؟ کیا امت مرزا انبیہ کوئی ایک حدیث ایسی پیش

کر سکتی ہے؟ کوئی ہے جو ہمارے چیلنج قبول کر کے اپنے نبی